ہمیشہ آپ کے ساتھ
روزنامہ لازوال جموں

راجستھان کے دیہی علاقوں میں بہتر ہوتی صحت خدمات

آرتی
بیکانیر، راجستھان

اکثر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ کوئی بھی سرکاری اسکیم یا بنیادی سہولتیں ملک میں یکساں طور پر لاگو ہوتی ہیں لیکن وہ صرف شہروں تک ہی محدود رہ جاتی ہیں۔ترقی کا پہیہ شہروں اور میٹروسٹی میں ہی اٹکا ہوا رہتا ہے۔ سماجی شعبہ ہو، ٹیکنالوجی کے فوائد، معاشی ترقی یا ترقی کی دوسری راہیں،انہیں شہروں سے دیہی علاقوں تک پہنچنے میں کئی دہائیاں لگ جاتی ہیں۔ دوسری جانب دیہی علاقے بدستور بنیادی ضروریات سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اگر ہم ملک کے دور دراز دیہی علاقوں کی بات کریں تو یہ مسئلہ اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ جہاں کے مکینوں کو صحت کی سہولیات کے لیے بھی شہروں میں جانا پڑتا ہے۔اگرچہ دیہاتوں میں پرائمری ہسپتال ہیں،لیکن ان میں اکثر ابتدائی طبی امداد تک کی سہولیات کا فقدان ہوتا ہے۔لیکن اب بدلتے وقت میں یہ سہولیات دیہی علاقوں میں بھی دستیاب ہونے لگی ہیں۔ خاص طور پر سڑکوں کی تعمیر سے بہت سے مسائل کو حل کرنا آسان ہو گیا ہے۔اس میں صحت کی سہولیات بھی اہم ہے۔ پہلے کے مقابلے میں دیہی علاقوں میں صحت کے بنیادی ڈھانچے میں کافی بہتری آئی ہے۔ مرکز صحت کی عمارتیں بہتر ہو گئی ہیں۔ کئی طرح کی سہولیات میسر ہونے لگی ہیں۔لیکن ڈاکٹروں کی کمی ان تمام سہولیات کو بے کار کر دیتی ہیں۔ ملک کے بہت سے دیہی علاقے ایسے ہیں جہاں علاج کی بہتر سہولیات صرف اس لیے دستیاب نہیں ہے کہ وہاں ڈاکٹرز تعنات نہیں ہیں۔

اس کی ایک مثال راجستھان کے بیکانیر ضلع میں واقع بجھروالی گاؤں ہے۔ضلع ہیڈکوارٹر سے تقریباً 30 کلومیٹر کے فاصلے پر لنکرنسر بلاک میں واقع اس گاؤں کے بنیادی صحت مرکز کو ڈاکٹروں کی کمی کا سامنا ہے۔400 کی آبادی والے اس گاؤں کا پرائمری ہلتھ سنٹر ایک اے این ایم پر منحصر ہے۔ایسے میں کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں گاؤں والوں کوتیس کیلومیٹر دور بیکانیر کے ضلع اسپتال جانا پڑتا ہے۔معاشی طور پر پسماندہ اس گاؤں کے لوگوں کو نہ صرف ڈاکٹروں کی کمی بلکہ ایمبولینس کی کمی کا بھی سامنا ہے۔اس حوالے سے گاؤں کی 27 سالہ خاتون لالی کا کہنا ہے کہ گاؤں کے اسپتال میں ڈاکٹروں کی کمی کی وجہ سے حاملہ خواتین کو سب سے زیادہ پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔جنھیں ڈیلیوری کے دوران پریشانی کی صورت میں بیکانیر لے جانا پڑتا ہے۔ہسپتال میں ایمبولینس کی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے دیہاتیوں کو پرائیویٹ گاڑیوں کا استعمال کرنا پڑتا ہے جو ان کے لیے بہت مہنگا ثابت ہوتا ہے۔ لالی بتاتی ہیں کہ گاؤں والوں کی معاشی حالت اچھی نہیں ہے۔ زیادہ تر دیہاتی یومیہ اجرت والے مزدور یا چھوٹے کسان ہیں جن کی آمدنی بہت کم ہے۔ایسے میں ان کے لیے پرائیویٹ گاڑی سے شہر جانا انہیں ساہوکاروں کا مقروض بنا دیتا ہے۔ایک دیہاتی منیرام میگھوال کا کہنا ہے کہ اس گاؤں کے ہسپتال کی حالت پہلے کے مقابلے میں کافی بہتر ہوئی ہے۔لیکن پھر بھی کسی بھی ہنگامی صورتحال میں یہاں سے کوئی مدد نہیں ملتی۔ خاص طور پر حاملہ خواتین کے لیے ڈیلیوری کے دوران جنھیں اس حالت میں ڈاکٹر کی اشد ضرورت ہوتی ہے، لیکن وہ بروقت مدد حاصل کرنے سے قاصر ہوتی ہیں۔ جس کی وجہ سے کئی بار ایسی خواتین کی موت بھی ہو چکی ہے۔ گاؤں کی آشاورکر کنچن کا کہنا ہے کہ گاؤں کا یہ اسپتال نہ صرف ڈاکٹروں کی کمی سے نبرد آزما ہے، بعض اوقات خواتین اور نوعمر لڑکیوں کو ادویات کی کمی کی وجہ سے بھی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔انہیں پرائیویٹ طبی اداروں سے آئرن اور ضروری ادویات خریدنی پڑتی ہیں۔ کئی بار پیسے کی کمی کی وجہ سے خواتین ضرورت کے باوجود وقت پر ادویات نہیں خرید پاتی ہیں۔ جو ان کے حمل کو متاثر کرتا ہے۔ ہسپتال میں تعینات واحد اے این ایم کملیش کا کہنا ہے کہ ڈاکٹروں کی کمی کی وجہ سے وہ اکثر سنگین حالات والے مریضوں کو بیکانیر بھیجتی ہیں، حالانکہ وہ نارمل ڈلیوری کرتی ہیں۔لیکن ہسپتال میں صرف ایک بستر ہونے کی وجہ سے کئی بار نارمل ڈیلیوری ہونے والی خواتین کو بھی شہر بھیجنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔اس کے علاوہ اس ہسپتال میں ہر قسم کی ویکسی نیشن کی سہولیات بھی موجود ہیں جو کہ وہ اپنی نگرانی میں مکمل کرتی ہیں۔ کملیش کا کہنا ہے کہ اگر اس اسپتال میں ڈاکٹروں کی تعیناتی ہو جائے تو گاؤں کی غریب خواتین کو شہر جا کر پیسہ خرچ نہیں کرنا پڑے گا۔ وہیں گاؤں کی سماجی کارکن ہیرا شرما کا کہنا ہے کہ گاؤں کے اسپتال میں پہلے کے مقابلے بہت بہتری آئی ہے۔ تقریباً ایک دہائی قبل گاؤں کی 83 فیصد خواتین کی گھر پر ہی ڈیلیوری ہوتی تھی جو کہ بہت سنجیدہ موضوع تھا۔ خراب سڑکوں، سہولیات کی کمی اور خراب معاشی حالت کی وجہ سے لوگ نازک حالات میں بھی گھر پر ڈیلیوری کا عمل مکمل کرواتے ہیں۔جس کی وجہ سے کئی خواتین کی موت بھی ہوئی ہے۔ لیکن اب ہسپتال میں نارمل ڈیلیوری کے لیے تمام سہولیات موجود ہیں، اس کے علاوہ یہاں ویکسینیشن کی مکمل سہولت بھی موجود ہے۔

ایسے میں حکومت کو چاہیے کہ وہ باقاعدگی سے یہاں ڈاکٹروں کی تعیناتی کرے تاکہ غریب دیہاتیوں کو علاج کے لیے شہر جانے کا اضافی مالی بوجھ نہ اٹھانا پڑے۔ تاہم اس وقت ریاست میں اسمبلی انتخابات کی سرگرمیاں تیز ہیں، ایسے میں یہاں اسپتال بھی ایک انتخابی مسئلہ بن سکتا ہے۔(چرخہ فیچرس)

☆☆☆

نڈر

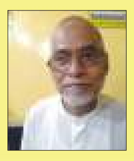

ایم۔یونس، کمرہٹی
(کولکاتا)

وہ لڑکا فلسطین جھنڈا اپنے کندھے پر لئے دیوانوں کی طرح بھاگا جا رہا تھا۔اس کے پیچھے پچاسوں بچے بھی اسی گلی نما سڑک پر ساتھ ساتھ دوڑ رہے تھے۔سب کے ماتھے پر سیاہ پٹی بندھی ہوئی تھی۔ کسی پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ' کسی پر 'فلسطین زندہ باد' لکھا ہوا تھا۔ وہ نڈر بچہ کا ناف سے اوپر کا جسم بالکل ننگا تھا۔ کمر پر سفید پائجامہ کا ستر تھا۔ وہ چیخ چیخ کر نعرہ لگا رہا تھا۔' فلسطین کے مجاہدوں زندہ باد، ' فلسطینی شہید بچے ، تمہیں یہ درجہ مبارک ہو۔۔۔۔مبارک ہو، سارے بچے اس ننھے میر کارواں کی آواز سے آواز ملا کر ایک ساتھ یہی نعرہ لگا رہے تھے۔بچوں کے اس انوکھا جلوس کو راستے پر کھڑے ہر مسلمان بھائی، بہن مائیں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھیں۔ایسا لگتا تھا کہ یہ جلوس پہاڑ کے سینے کو چیر کر نکلا ہو۔یہ جنونی جلوس ابابیلوں کی طرح پنکھ پھیلائے اڑتا جا رہا تھا۔

بچوں کے اس پُر جوش جلوس کو دیکھ کر گلی، کوچوں میں کھڑے نوجوان چھوکروں کی انا کیوں کر طیش میں نہ آتی۔ اب یہ بچے آگے آگے ان کے پیچھے نوجوانوں کی جماعت شامل ہو گئی تھی۔'اللہ اکبر' کے نعروں سے یہ جلوس ہواؤں پر تیر رہا تھا۔ اس بڑھتے ہوئے جلوس میں طرح طرح کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ 'فسلطینی شہیدوں تمہیں یہ جام شہادت مبارک ہو' 'العہلی ہسپتال کے شہیدوں تمہیں یہ جام شہادت مبارک ہو، ' جبالیا کیمپ کے مظلوم شہیدوں تمہیں یہ جام شہادر مبارک ہو، ' الفوجہ کیمپ کے شہیدوں تمہیں یہ شہادت مبارک ہو' 'شہیدہ بنیلہ نوفل زندہ بعد۔۔۔زندہ باد ان نعروں سے سارا فلک فگار بنا ہوا تھا۔ اس ننھے سے جلوس پر آسمان بھی خون کی بارش سے رو رہا تھا۔ یہ جلتا ہوا سورج ان ننھے مجاہدوں کے جسم کو جھلسانے سے قاصر تھا۔ ان سب کے جسم سورج کی تپش کو بلا خوف نگلتا جا رہا تھا۔ یہ ننھے مجاہد ایک نہ پگھلنے والے لوہے کی طرح سخت اور نڈر تھے۔ وہ قدم سے قدم ملائے راستے پر چلتے جا رہے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس مجاہدانہ بڑھتے ہوئے قدموں کے تلے کی زمین کو کھینچ کر غزہ کے میدان جنگ میں ڈال دے۔ وہ سب اپنے فلسطینی بھائیوں کے ساتھ اس ہولناک جنگ میں شریک ہونا چاہتے تھے۔ان کے دلوں میں دشمنوں کو تہہ تیغ کرنے کا مصمم ارادہ جاگ اٹھا تھا۔ وہ اپنے دینی بھائیوں کو اس طرح قتل عام ہوتے ہوئے نہیں برداشت کر سکتے تھے۔ سب کی آنکھوں سے خون کے آنسو بہہ رہے تھے۔ اس سخت دھوپ میں نہ کسی کو پیاس لگ رہی تھی اور نہ کسی کے چہرے پر تھکاوٹ کا شائبہ تھا۔ وہ آبادی کے سارے راستے پر جلوس لئے چکر لگا رہے تھے۔ ان کی آنکھوں کے سامنے فلسطین کی قیامت خیز میدان جنگ کا منظر ناچ رہا تھا۔ اب ان کا جلوس نکڑ پر پہنچنے والا تھا جہاں بڑی شاہراہ ملتی تھی۔

وہ ننھا سپاہی اب بھی ایک بندوق بردار کی طرح شان سے جھنڈا کو اپنے کاندھا پر اسی طرح رکھا ہوا تھا۔ جیسے سمندر کے لہروں پر وھیل مچھلیاں ایک شایان شان بادشاہ کی طرح اپنی طاقتوں کا مظاہرہ پانی کی سطح آب پر اچھل اچھل کر کرتی ہیں۔ وہ بہادر نڈر لڑکا بڑی شاہراہ کے نکڑ پر اپنے جلوس کو روک دیا۔ وہ سب صیہونی درندوں کی دہشت گردی کی پُر زور مذمت کرنا چاہتے تھے جس کے خونی ہاتھوں سے ان تیس دنوں میں دس ہزار سے زائد فلسطینی شہید ہو چکے تھے۔شہید ہونے والوں میں بچوں کی تعداد چار ہزار کے قریب اور خواتین کی تعداد ڈھائی ہزار سے بھی زیادہ ہے۔ وہ درندے آج بھی غزہ کی گھنی آبادی پر توپ کے گولے چھوڑ رہے تھے۔ وہ سب مسلمان دشمن ممالک کے خلاف ان کی سرزنش کرنا چاہتے تھے جو اس حیوان نما انسانی طاقتوں کا اندھا سپورٹ کر رہے تھے۔جنہیں اس مظلوم فلسطینیوں کے قتل عام پر کوئی ترس نہیں کھا رہا تھا۔ ساری دنیا کے انصاف و انسانیت پرست ممالک اس جنگ کو بند کرنے کی اپیل کر رہے تھے۔ مگر انتہا پسند طاقتیں، اپنی خون ریزی سے باز نہیں آ رہی تھیں۔ ہر روز مظلوم فلسطینیوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی تھی۔ دنیا کی حالت اب تیسری عالمی جنگ کے پس پردہ پر آ کھڑی ہوئی تھی۔ وہ جلوس بڑی شاہراہ کے موڑ پر آ کھڑا ہوا تھا۔ اختتامی کاروائی کو انجام دینے کے لئے وہ لڑکا ایک معصوم شہید بچے کا علامتی کفن اپنے پائجامہ کی پاکٹ سے نکالا اور اسے جنازہ کی طرح سڑک پر رکھ دیا۔ جلوس میں رہ رہ کر پُر جوش نعرے بلند ہو رہے تھے۔ اتنے میں پولیس دستوں کا ایک ٹولا وہاں آ پہنچا۔ پولیس والوں کے ہاتھوں میں ڈنڈے، جالی نما ڈھال اور آنسو گیس گولے تھے۔ انہوں نے جلوس کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ وہ قانون کے رکھوالے اپنے ہائنڈ مائیک سے اعلان کر رہے تھے۔" آپ سب اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں، اس ملک میں آپ غیر قانونی کام کر رہے ہیں، یہاں کی سرکار کی طرف سے ایسے جلوس اور جلسوں پر پابندی عائد ہے، یہ فلسطین نہیں ہے، یہ ایک جمہوری ملک ہے، یہاں کے آئین اور قانون پر عمل کیجئے ورنہ آپ سب کو اسی وقت حراست میں لے لیا جائے گا، یہ سرکار کی طرف سے حکم نامہ ہے۔

اب یہ جلوس بچوں کے حوصلوں کو دیکھ کر ایک بڑی سیلابی بھیڑ میں تبدیل ہو چکی تھی۔ اس میں ہر درجہ کے عمر کے لوگ شامل ہو چکے تھے۔ پولیس کے اعلان کے باوجود لوگ ان صیہونی اور فسطائی طاقتوں کے خلاف اپنے پُر جوش نعروں کا مظاہرے کرتے رہے۔ ہر طرف سے فلسطین زندہ باد۔۔۔۔ فلسطین زندہ باد، کا نعرہ بلند ہو رہا تھا۔ اتنے میں پولیس والے آپے سے باہر ہو گئے۔ اس نے اس مجاہد بچہ کے ہاتھوں سے جھنڈا چھین لیا۔ کچھ پولیس والوں نے کئی بچوں کے ماتھے سے پٹیاں بھی چھین لیں۔ علامتی کفن کو اٹھا کر جلوس سے باہر پھینک دیا۔ مگر جلوس کا رنگ اور بھی گہرا ہوتا گیا۔ پولیس اپنے غیض و غضب کی خصومت نکالنے پر اتر آئی۔ جلوس میں شریک ہر فرد پر ڈنڈوں کی بارش ہونے لگی۔ چند ساعتوں میں جلوس تر بتّر ہو گیا مگر نعرہ کی بازگشت اب بھی سنائی دے رہی تھی۔ وہ لڑکا جو ننگے بدن تھا۔ وہ جنون میں ایک پولیس والا کے سامنے ڈھیٹ کی طرح کھڑا ہو گیا۔ وہ پولیس والا صیہنیوں کی طرح ظالم تھا۔ اس نے بے رحمی سے بچہ کو ڈنڈے سے پیٹنا شروع کر دیا۔ وہ لڑکا اپنے ایمان اور عزم میں نڈر تھا۔ وہ مار کھاتا رہا۔

اس کا جذبہ ایمان یہی کہتا رہا" میں فلسطین ہوں"، میں اپنے ملک کی کھلی آزادی چاہتا ہوں، چاہے تم مجھے جتنا تباہ و برباد کر دو۔ میری نسلوں کو ختم کر دو، پھر بھی میں زندہ رہوں گا اس لئے کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ایمان کی دولت ہے، جہاد کا عظیم خزانہ عامرہ ہے۔ جسے کوئی نہیں مٹا سکتا ہے سوائے اس باری تعالیٰ کہ جو سب کا مالک کل ہے۔ دوسری طرف فضا میں یہ عظیم نعرہ اب بھی ترشح تھا۔ مظلوم فلسطینیوں، تمہیں شہدا ہونا مبارک ہو۔۔۔۔تمہیں شہدا ہونا مبارک ہو

'9903651585

”خدمت سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے“

صوفیہ بانو
ہوڑہ

خدمت چاہے جس طرح کی بھی ہو، اسے کرتے رہنا چاہیئے، اس سے اللہ کی قربت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن اکثر میں نے دیکھا ہے کہ ہماری بہنیں آج کل کسی کی خدمت کرنا پسند نہیں کرتیں۔ اگر کسی کے پاس دولت ہے تو ایک دو خادمہ رکھ کر خدمت کرواتی ہیں، جبکہ خادمہ بہت تنگ دست اور مجبور ہوتی ہیں وہ دوسروں کی خدمت کر کے اپنے گھر کا خرچ چلاتی ہیں، یہاں تک اپنے والدین کی بھی خدمت کرتی ہیں، لیکن کچھ خاتون اپنے والدین کی بھی خدمت کرنا پسند نہیں کرتیں۔

میں جب شادی کر کے اپنے سسرال آئی تو میری ساس کہا کرتی تھیں کہ جو کسی کی خدمت کرتا ہے وہ اپنے لئے کرتا ہے۔ میں من ہی من میں سوچا کرتی تھی کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے، دوسرے کی خدمت کرینگے تو اپنے لئے کیسے ہوگا، لیکن اب سمجھ میں آیا کہ بات میری ساس کی بالکل صحیح تھی کہ جب ہم کسی خدمت کرینگے تبھی تو میرے وقت پر کوئی کام آئے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، مریض کے پاس جتنی دیر رہو گے گویا باغ جنت میں رہو گے، مریض کے پاس رہنے سے اس کی عیادت کرنے سے جب اتنا ثواب ہے تو اس کی خدمت کرنے کا کتنا ثواب ہوگا۔ آج کل بہت سی خواتین کا یہ رونا رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے چلتے پھرتے دنیا سے اُٹھا لے، لیکن شاید ان کو پتا نہیں کہ جب یہ کسی کی خدمت ہی نہیں کیئے تو ان کی خدمت کون کرے گا۔ میری بہنیں مرنے کی تمنا کرتیں ہیں لیکن خدمت کرنا گوارا نہیں کرتیں، خدمت کرنے کو ایک گرا ہوا کام سمجھتی ہیں، جبکہ انہیں معلوم ہونا چاہیئے خدمت مریض کے لئے دوا ہے اور میرے لئے دعا ہے، اس سے اخلاق بھی بنتے ہیں اور رشتے میں پختگی بھی آتی ہے۔

رسول اللہ کے خدمت گار

ویسے تو صحابہ کرام تھے جو ہر وقت آپ کی خدمت کے لئے پیش پیش رہتے تھے، لیکن چند حضرات ایسے ہیں جن کی شمار رسول اللہ کے خاص خادموں میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت انس بن مالکؓ، حضرت ابوذر، حضرت عبد اللہؓ، حضرت سعدؓ اور حضرت بلالؓ تھے۔ آخر میں اللہ سے دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری سب بہنوں اور بیٹیوں کو خوب خوب خدمت کرنے والی بنائے۔ آمین۔

مظلوم سے ہمدردی بھی اور ظالم سے یارانہ بھی اور اللہ سے دعا بھی!!!

جاوید اختر بھارتی

سرزمین انبیاء جسے فلسطین کے نام سے جانا جاتا ہے آج وہاں جو کچھ ہو رہا ہے اسی دیکھ کر اور سن کر دل دہل جاتا ہے ہر جانب لاشیں بکھری پڑی ہوئی ہیں ہر طرف خون ہی خون نظر آتا ہے اور چیخیں سنائی دیتی ہیں خاندان کا خاندان صاف کیا جا رہا ہے گودیاں اجڑ رہی ہیں بچے جوان بوڑھے سب بارود کے ڈھیر پر کھڑے ہو کر اپنی اپنی باری کا انتظار کر رہے ہیں بلکہ پورا فلسطین اپنی آنکھوں سے موت کا منظر دیکھ رہا ہے نہ پناہ گزیں کیمپ کو چھوڑا جا رہا ہے، نہ تعلیمی اداروں کو چھوڑا جا رہا ہے، نہ اسپتالوں کو چھوڑا جا رہا ہے، نہ مساجد کو چھوڑا جا رہا ہے بلکہ ہر مقام پر اسرائیل کی جانب سے وحشیانہ بمباری کی جا رہی ہے دس ہزار سے بھی زیادہ لوگوں پر بم برسا کر ان کا قتل عام کیا گیا اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہے تقریباً پانچ ہزار بچے اس بمباری میں شہید ہو چکے ہیں مکانات ملبوں کے ڈھیر میں تبدیل ہو چکے ہیں ایسی ایسی ویڈیو دیکھنے کو ملتی ہے کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اجڑی ہوئی بستیوں کے لوگ طیارے کی گڑگڑاہٹ اور بم و بارود کے ڈھیر پر کھڑے ہو کر آگ اور خون میں صدائیں لگا رہے ہیں کہ اے اہل عرب تم کہاں ہو بیت المقدس کا تقدس پامال کیا جا رہا ہے، سرزمین اسراء و معراج کو خون سے لالہ زار کیا جا رہا ہے،،

ہماری بستیاں جلائی جا رہی ہیں، ہماری نسل کشی کی جا رہی، ہمارا قتل عام کیا جا رہا ہے، ہمارا دشمن اسرائیل فلسطین سے ہمارا نام و نشان مٹانے پر تلا ہوا ہے اور ہمیں مٹا بھی رہا ہے ہمارے جذبات کو کچلا جا رہا ہے، ہمارے ارمانوں کا گلا گھونٹا جا رہا ہے، عورتوں کو بیوہ کیا جا رہا ہے، بچوں کو یتیم بنایا جا رہا ہے، ظلم و دہشت گردی کا ننگا ناچ ناچا جا رہا ہے لیکن پھر بھی تم نے کیوں ہمیں تنہا چھوڑ دیا اے اہل عرب کیا تمہارے سینے میں دل نہیں ہے اور دل ہے تو اس میں اسلام کا اور اہل اسلام کا درد نہیں ہے کیا بیت المقدس کی آزادی کا جذبہ نہیں ہے؟

آخر ہمارے بھی تو ماں باپ تھے ہم بھی تو کسی کے لاڈلے تھے 75 سال سے اسرائیل ہم پر ظلم کر رہا ہے لیکن تمہاری آنکھیں بند ہیں تمہاری زبان خاموش ہے،، غزہ کے شہداء کے خون کا ایک ایک قطرہ تم سے سوال کر رہا ہے کہ کیا فلسطین کی بربادی اور بیت المقدس کی تباہی کے بعد تم محفوظ رہو گے کیا تمہاری حکومتیں اور تمہاری عیش پرستیاں برقرار رہیں گی کیا صرف مذمت اور تنقید اور دعا سے کام چلاؤ گے اور اسی طرح مرنے اور تڑپنے کے لئے تم ہمیں تنہا چھوڑ دو گے؟ اے اہل عرب اور اے مسلم حکمرانوں یاد رکھو چند لوگوں نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا قتل کیا تھا مگر سزا پوری قوم کو ملی کیوں اس لئے کہ پوری قوم خاموش تھی اور آج تم اسرائیل کی جارحیت و بربریت پر خاموش تماشائی بنے ہوئے ہو ہمارا خون بہایا جا رہا ہے اور تم رقص و سرور کی بزم سجا رہے ہو ہمیں جس طرح سے آج برباد کیا جا رہا ہے اور تم جس طرح خاموشی اختیار کئے ہوئے اور کچھ مسلم ممالک جس طرح منافقانہ کردار ادا کر رہے ہیں اور اسرائیل جیسے ظالم ملک کی مدد کر رہے ہیں تاریخ کبھی معاف نہیں کرے گی کیونکہ یا تو تم اسرائیل کی بربریت کی حمایت کر رہے ہو یا بزدل ہو چکے ہو یا پھر دنیا کی عیش پرستی میں غرق ہو چکے ہو اور تاریخ اسلام سے منہ موڑ چکے ہو سیرت رسول اور سیرت صحابہ سے ناطہ توڑ چکے ہو یہ بھی یاد رکھو کہ ہمیں بھیک کی ضرورت نہیں ہے بلکہ دفاعی طاقت کی ضرورت ہے اور تم دفاعی طاقت میں ہمارے معاون نہیں ہو سکتے تو تمہیں ہمارے لئے دعا کرنے کا بھی حق نہیں ہے کیونکہ ہم زندہ ہیں اور تم بظاہر زندہ ہو لیکن حقیقت میں مر چکے ہو یعنی جس کی غیرت مر جائے جس کا ضمیر مر جائے وہ مردہ کے ہی مترادف ہے،، دعا ایک بہت بڑا ہتھیار ہے مگر یاد رکھیں مومن کے لئے ہے اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ جو ڈر گیا وہ مومن نہیں یعنی مومن کبھی ڈرتا ہی نہیں ہے وہ ڈرتا ہے تو صرف اللہ ربّ العالمین سے اور اللہ نے مومن کے لئے کہا ہے کہ تمہاری دعا رد نہیں کی جائے گی اس کا مطلب کہ جو اپنی حکومت اور دولت و عیش پرستی میں غرق ہو جائے وہ مومن نہیں، جو اپنی قوم کے بہتے ہوئے خون کا تماشہ دیکھے وہ مومن نہیں، جو ظالم کے ظلم پر خاموش رہے اور مظلوم کا ساتھ نہ دے وہ مومن نہیں اے اہل عرب اور اے مسلم حکمرانوں اب تم اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھو کہ تمہارا شمار کن لوگوں میں کیا جائے گا،،

آج پوری دنیا کا مسلمان فلسطین کے مسلمانوں کے لئے دعائیں کر رہا ہے کیونکہ اس کے پاس دوسرا کوئی وسائل نہیں ہے مگر اے مسلم حکمرانوں تمارے پاس طاقت ہے فوج ہے جنگی ساز و سامان ہے مگر پھر بھی تم گیدڑ بھپکی سے اور تنقید و مذمت سے اور احتجاج و دعا سے پوری دنیا کے مسلمانوں کو بے وقوف بنا رہے ہو اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے معجزے کا اور غیبی مدد کا انتظار کر رہے ہو ذرا تاریخ کا مطالعہ کرو تب معلوم ہوگا کہ غیبی مدد کب آئی ہے یقیناً غیبی مدد آئے گی مگر سونے کی کار سے چلنے اور کبسہ بریانی کھا کر اسرائیل کے مشروبات کولڈرنگ پی کر اسرائیل کی بربادی کیلئے اور بیت المقدس کی آزادی کے لئے دعا کرو گے تو وہ دعا ایک بالست سے اوپر بھی نہیں جائے گی،، غیبی مدد میدان بدر میں آئی اور جنگ خندق میں آئی جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر سے کہا کہ یا ساریۃ الجبل تو غیبی مدد سے ان کی آواز اسلامی لشکر تک پہنچی اس کے بعد سے بے شمار واقعات رونما ہوئے مگر کوئی بتائے کہ اس کے بعد کہاں غیبی مدد آئی؟ غیبی مدد کے ہم منکر نہیں مگر حکم یہی ہے کہ پہلے اپنے جانور کو کھونٹے میں باندھو، پہلے خود اپنے گھر کے دروازے کو بند کرو پھر دعا کرو کہ اے اللہ میرے مال و اسباب کی حفاظت فرما،، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوجی دستہ تیار کیا اور میدان بدر میں قدم رکھا یعنی جنگ کے میدان میں اتر کر اللہ سے دعا کی تھی کہ اے پروردگار یہ مٹھی بھر تیرے نام لیوا مسلمان ہیں ان کی مدد فرما،،

خود نبی پاک نے خندق کھودی اور بھوک و پیاس کا حال یہ تھا کہ پیٹ پر دو دو پتھر باندھے اور اللہ سے دعا کی تھی اور آج کیا حال ہے ہر سال حج کے موقع پر بھی دعا ہوتی ہے اور ہر سال رمضان المبارک میں تراویح کے مکمل ہونے پر حرمین شریفین میں دعائیں ہوتی ہیں جس میں اسرائیل کی تباہی کا بھی ذکر ہوتا ہے اور بیت المقدس کی آزادی کی بھی دعا ہوتی ہے مگر اسرائیل دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرتا جا رہا ہے آخ کیوں،، یہ غور کرنے کا مقام ہے کہ ہم ایک رسم ادا کر رہے ہیں یا واقعی اللہ سے لو لگا رہے ہیں اگر واقعی اللہ سے لو لگائیں تو یہ غیبی صدا کان میں نہیں سنائی دے گی تو دل میں سنائی دے گی کہ اے میرے بندے میں نے تجھے اشرف المخلوقات بنایا، انسان بنایا سوچنے سمجھنے اور فیصلہ لینے کے لئے دل و دماغ عطا کیا تو اس کا استعمال کر اور منجنیق تیار کر دفاعی نظام و قوت کو ترتیب دے وہ لشکر ترتیب دے اور وہ طریقہ اختیار کر جو طریقہ تمہیں نبی پاک نے بتایا ہے اور اس طرح تو بھی میدان میں اتر جس طرح رسول کائنات میدان جنگ میں اترے اس کے بعد غیبی مدد کے لئے پکار یقیناً تجھے فتح و کامرانی حاصل ہوگی،، ایک ظالم ملک مسلم ممالک کی چوہدری میں رہتے ہوئے مسلمانوں پر بم برسائے 57 مسلم ممالک کے لئے اور اہل اسلام و بالخصوص اہل عرب کے لئے لمحۂ فکریہ نہیں تو اور کیا ہے، مظلوم سے ہمدردی بھی اور ظالم سے یارانہ بھی اور اللہ سے دعا بھی یہ منافقت نہیں تو اور کیا ہے۔

javedbharti508@gmail.com

☆☆☆

وضاحت: اِس شمارے میں شامل اشاعت، مضامین، تبصروں وغیرہ سے اِدارے کا کلی یا جزوی طور متفق ہونا لازمی نہیں۔۔۔۔اِدارہ
کالم نویس رقلمکار اپنے کالم رمراسلے lazawaljammu@gmail.com پر ارسال کریں